Al-Qawārīr- Vol: 01, Issue: 02, Mar-2020

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

خواتین کا حقِ وراثت پاکستانی سماج میں درپیش مسائل اور ان کا حل

سیرتِ طیبہ ﷺ کے تناظر میں

Women's Inheritance: Problems in Pakistani Society and Their Solutions in the context of Seerat-e-Tayyiba

Musarrat Malik*
Ph.D. Scholar, Lecturer: Wah University.

Version of Record
Received: 08-Nov-19 **Accepted**: 18-Jan-20
Online/Print: 30-Mar-20

ABSTRACT

This paper aims to discuss the prime aspects of the rights of inheritance for women in Pakistan. it has clearly mentioned in Quran and Hadith that the right of inheritance preserved for the women as well as for the men. Civil law of Pakistan also provides the women with full security regarding this. Despite this force of Law and Sharia, there are countless cases in courts of Pakistan being heard by Civil, High and Supreme Court which indicate that the exploitation of women right in inheritance is taking place at large scale. It is important to take this sensitive situation into account and spread light on it with the intention to explore the core issue in order to raise the voice about women rights. Courts in Pakistan have paid particular attention toward solving this problem and a number of judgments have come into appearance which are helpful to understanding the reasons and causes of this type of exploitations. In this paper, Teachings of Quran and Hadith have been put forward regarding women rights in inheritance, followed by presentation of legal judgments about the cases solved by courts.

Keywords: *Women, Inheritance, Pakistan, Courts.*

تمہید

عہد جاہلیت میں خواتین کو وراثت میں سے حقوق نہیں دیے جاتے تھے۔فوت شدہ کا کل ترکہ اس کے مرد ورثا میں تقسیم کیا جاتا تھا۔اس کا سبب یہ تھا کہ اہل عرب میں جانشینی کا تصور قبائلی اعتبار سے محض مرد تک محدود تھا[1]۔عامر بن جشم نے مردوں اور عورتوں کو برابر کا حصہ دینے کا قانون وضع کیا جس پر کچھ عرصہ عمل بھی ہوا لیکن بعد میں اس کو ترک کر دیا گیا[2]۔

CC BY

مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد مدنی دور میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا کل مال ان کے بھائی نے لے لیا۔ سعد رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں تھیں۔ان کی بیوہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مسئلہ کا حل اللہ تعالیٰ نازل فرمائے گا۔چنانچہ میراث کی آیت[3] نازل ہوئی تو پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کو سعد کے بھائی کی طرف بھیجا اور دونوں بیٹیوں کو کل جائیداد کے دو دو حصے اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دینے کے بعد باقی مال سعد کے بھائی کے حوالے کر دیا[4]۔ عورت کو وراثتی حقوق دینے کا اسلام میں یہ پہلا واقعہ تھا۔اس کے بعد خواتین کے حقوق وراثت کا مستقل تعین کر دیا گیا تھا۔

بیوی کا حق، وراثت

1۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ دیت عاقلہ کو ملے گی اور بیوہ کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا یہاں تک کہ ضحاک رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو لکھ کر بھیجا تھا کہ اشیم کی بیوی کو بھی دیت میں حصہ جائے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا[5]۔

2۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیوی اور ماں باپ کے مسئلے میں کہا: بیوی کو ربع (چوتھائی) اور ماں کو جو بچا اس کا تہائی ملے گا[6]۔

3۔ مسائل تقسیم میراث میں فوت شدہ کی بیوی سے مراد ایسی بیوی ہے جو مسلمان ہو اور دونوں کا نکاح صحیح ہو۔اگر بیوی غیر مسلم ہو یا ان کا نکاح فاسد ہو تو اس صورت میں بیوی اپنے فوت شدہ شوہر کی جائیداد میں وارث تصور نہیں کی جائے گی[7]۔اس کے حصوں کا تعین قرآن مجید میں کیا جا چکا ہے:

﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ [8]

"اور تمھارے لیے اس کا نصف ہے جو تمھاری بیویاں چھوڑ جائیں، اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمھارے لیے اس میں سے چوتھا حصہ ہے، جو انھوں نے چھوڑا، اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائیں، یا قرض (کے بعد)۔اور ان کے لیے اس میں سے چوتھا حصہ ہے جو تم چھوڑ جاؤ، اگر تمھاری کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر تمھاری کوئی اولاد ہو تو ان کے لیے اس میں سے آٹھواں حصہ ہے جو تم نے چھوڑا، اس وصیت کے بعد جو تم کر جاؤ، یا قرض (کے بعد)"

اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو وہ سب کی سب الربع (چوتھائی) یا الثمن (آٹھویں حصے) کی برابر حق دار ہوں گی[9]۔

عینی بہن کا حق وراثت

حضرت اسود بن یزید کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یمن میں لڑکی اور بہن کے بارے میں فیصلہ دیا اور بنت کو نصف اور باقی مال (عصبہ کے طور پر) بہن کو دیا[10]۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ نے فرمایا۔۔۔ میں وہ فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، بیٹی کے لیے آدھا، اور پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہے، اس طرح دو تہائی پورے ہو جائیں، اور جو ایک تہائی بچا وہ بہن کے لیے ہے[11]۔

اسود بن یزید سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ حقیقی بہن کو بیٹی کے ساتھ وراثت میں حصہ نہ دیتے تھے یہاں تک کہ اسود نے انہیں بتایا کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیٹی کو نصف حصہ اور باقی حقیقی بہن کو دیا، سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم عبداللہ بن عقبہ کے پاس میرے قاصد کی حیثیت سے جاؤ، اس وقت عبداللہ بن عقبہ کوفہ میں ان کے قاضی تھے، چنانچہ اسود ان کے پاس گئے اور ان کو اس مسئلہ کا حل بتایا[12]۔

ہزیل بن شرجیل نے کہا: ایک آدمی ابو موسیٰ اشعری اور سلمان بن ربیعہ کے پاس آیا اور ان دونوں سے بیٹی، پوتی اور حقیقی بہن کے وراثت میں حصے کے بارے میں پوچھا تو دونوں نے کہا: بیٹی کو نصف ملے گا اور باقی کا سب بہن کے لئے ہے (کیونکہ بیٹی کی موجودگی پوتی کے لئے حاجب ہے)، پھر انہوں نے کہا: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، امید ہے وہ بھی ہماری تائید کریں گے، چنانچہ وہ آدمی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس بارے میں فتویٰ پوچھا تو انہوں نے کہا: اگر میں ایسا فتویٰ دوں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ ہوں گا، میں تو ویسا فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ بیٹی کا نصف حصہ، پوتی کو سدس (چھٹا حصہ) اور جو کچھ بچے گا وہ بہن کا ہوگا[13]۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بیمار ہوا اور میرے پاس سات بہنیں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے چہرے پر پھونک ماری تو مجھے ہوش آگیا، میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا میں اپنی بہنوں کے لیے ثلث مال کی وصیت نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: "نیکی کرو"، میں نے کہا آدھے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نیکی کرو"، پھر آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جابر! میرا خیال ہے تم اس بیماری سے نہیں مروگے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام اتارا ہے اور تمہاری بہنوں کا حصہ بیان کر دیا ہے، ان کے لیے دو ثلث مقرر فرمایا ہے"۔ جابر کہا کرتے تھے کہ یہ آیت ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة﴾ میرے ہی متعلق نازل ہوئی ہے۔[14]

وراثت کے حوالے سے بہن کے حصے کی دلیل مندرجہ ذیل ہے:

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[15]

"وہ تجھ سے فتویٰ مانگتے ہیں، کہہ دے اللہ تمھیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے، اگر کوئی آدمی مر جائے، جس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لیے اس کا نصف ہے جو اس نے چھوڑا اور وہ (خود) اس (بہن) کا وارث ہو گا، اگر اس (بہن) کی کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر وہ دو (بہنیں) ہوں تو ان کے لیے اس میں سے دو تہائی ہو گا جو اس نے چھوڑا اور اگر وہ کئی بھائی بہن مرد اور عورتیں ہوں تو مرد کے لیے دو عورتوں کے حصے کے برابر ہو گا۔ اللہ تمھارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم گمراہ نہ ہو جائو اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

مذکورہ آیت میں "اخت" سے مراد عینی اور علاتی بہن ہے۔ بعض حالتوں میں وہ بطور عصبہ وارث بنتی ہے اور مذکورہ آیت میں اس کا ذکر بھی ہے کہ کب بطور عصبہ وارث ہوں گی۔ لفظ "اخت" سے اخیافی بہن ہر گز مراد نہیں ہے کیونکہ وہ بطور عصبہ وارث نہیں ہوتی بلکہ وہ تو اصحاب الفروض میں سے ہے۔ 1/6 اور 1/3 کی وارث ہوتی ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ باپ، بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں عینی اور علاتی بہنیں وراثت سے محروم ہو جاتی ہیں۔ آیت میں ولد سے مراد بیٹا اور پوتا ہے، اس سے مراد بیٹی یا پوتی نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ﴿هو يرثها ان لم يكن لها ولد﴾ میں صراحت ہے کہ ولد یعنی بیٹے کی موجودگی میں عینی بھائی اور عینی بھائی وارث نہیں ہوتے ہیں لیکن بیٹی کی موجودگی میں وہ بطور عصبہ وارث ہوں گے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میری تیمار داری کرنے آئے۔ مجھ پر پھونکا، تو مجھے ہوش آ گیا۔ میری سات بہنیں تھیں۔ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کہ "یا رسول اللہ ﷺ الا اوصی لاخواتی بالثلثین" کیا میں اپنی بہنوں کے لیے دو تہائی کا وصیت کر دوں؟ نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا "احسان کرو"۔ میں نے عرض کی کہ "نصف کی وصیت کر دوں؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا "احسان کرو"۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے لگتا ہے کہ تم اس بیماری سے وفات پا جاؤ گے"۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ آیات نازل فرمائیں جن میں بہنوں کا دو تہائی حصہ مقرر کیا گیا ہے[16]۔

"سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ بیٹی، پوتی اور بہن تینوں میں ترکہ تقسیم کیسے ہو گا؟ انھوں نے فرمایا: بیٹی اور بہن دونوں کو نصف نصف ترکہ ملے گا اور پوتی محروم ہو گی، پھر سائل سے کہا تم یہی مسئلہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو، نیز انھیں میرے فتوے سے بھی آگاہ کرنا، اُمید ہے وہ میری تائید فرمائیں گے، چنانچہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ

فتویٰ سن کر فرمایا: اگر میں بھی یہی فتویٰ دوں تو گمراہ ہوں گا ہدایت یافتہ نہ رہوں گا۔ میں تو وہی فیصلہ دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ بیٹی کا حصہ نصف اور پوتی کا حصہ چھٹا ہے۔ (تاکہ دو ثلث مکمل ہو) جبکہ باقی ترکہ (ایک تہائی) بہن کا ہے[17]۔

بیٹی کا حق وراثت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیٹی کا حق وراثت بیان فرمایا ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾[18]

"اللہ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم دیتا ہے، مرد کے لیے دو عورتوں کے حصے کے برابر حصہ ہے، پھر اگر وہ دو سے زیادہ عورتیں (ہی) ہوں، تو ان کے لیے اس کا دو تہائی ہے جو اس نے چھوڑا اور اگر ایک عورت ہو تو اس کے لیے نصف ہے۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی مرد یا خاتون کے ہاں کوئی بیٹی ہو تو اس بیٹی کا وراثت میں نصف حصہ ہو گا۔ اس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی خاتون فوت ہو جائے اور اس کا خاوند، بیٹی اور بھائی زندہ ہوں۔ اس صورت میں اس خاتون کے ترکہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک حصہ شوہر کو، دو حصے بیٹی کو اور ایک حصہ بھائی کو بحثیت عصبہ دیا جائے گا۔

ان کے ساتھ کوئی لڑکا بھی ہو تو میراث میں پہلے وراثت کے شرکا کو حصہ دیا جائے گا اور جو باقی بچ جائے گا اس میں سے لڑکے کو دونوں لڑکیوں کے برابر حصہ دیا جائے گا[19]۔

اگر دو سے زیادہ بیٹیاں زندہ ہوں، بیٹا کوئی نہ ہو تو ان دونوں بیٹیوں کو میراث میں سے دو ثلث دیا جائے گا۔ یہی دو ثلث بیٹیوں کے مابین تقسیم ہو گا خواہ ان کی تعداد دو سے زیادہ بھی ہو جائے[20]۔

مرد کے انتقال کے وقت اولاد میں اس اعتبار سے تمیز نہیں کی جائے گی کہ وہ ایک بیوی سے ہیں یا دو بیویوں سے، ایسا بھی نہیں ہو گا کہ ایک زوجہ کی اولاد نصف مال کی حق دار قرار دی جائے اور دوسری زوجہ کی اولاد باقی نصف ترکے کی وارث قرار دی جائے، بلکہ جتنی اولاد اس قدر حصے۔ اصول بس یہ ہے کہ عورت کو مرد کا نصف دیا جائے گا۔[21]۔

دادی اور نانی کا حق میراث

حضرت ابو بکر کے عہد میں ایک شخص کی وفات کے بعد اس کی نانی خلیفۃ المسلمین سے میراث میں سے اپنا حق مانگنے آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تمہارے حصے کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی میں نے اس ضمن میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی حکم سنا ہے۔ تم واپس چلی جاؤ، میں لوگوں سے اس بارے میں پوچھ کر پتہ چلاتا ہوں۔ اس وقت حضرت مغیرہ بن شعبہ بھی موجود تھے۔ انھوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ میرے سامنے نبی اکرم ﷺ نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے کہا کہ اس واقعہ کا کوئی گواہ پیش کرو۔ حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت مغیرہ بن شعبہ کی گواہی پر گواہی دی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا۔اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک دادی میراث میں سے اپنا حق مانگنے آئی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں تمہارا حصہ مذکور نہیں ہے۔ مجھ سے پہلے نانی کے حق میں چھٹے حصے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ میں وہی حق تمہیں دے سکتا ہوں اس لیے تم بھی سدس پر رضامند ہو جاؤ[22]۔

سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دادی کو اس کے بیٹے کے ساتھ وارث بنایا[23]۔

ابراہیم بن میسرہ نے کہا: مجھے حسن (بصری) رحمہ اللہ نے خبر دی کہ جدہ (دادی) اپنے بیٹے کی موجودگی میں وارث ہوگی[24]۔

پوتی کا حقِ میراث

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کے حق وراثت سے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ بیٹی اور بہن دونوں کو نصف نصف ملے گا۔ سائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو اللہ کے رسول ﷺ نے کیا تھا۔ بیٹی کو نصف ملے گا اور پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا۔اس طرح دو تہائی حصے مکمل ہو جائیں گے۔اس کے بعد جو بچے گا وہ بہن کو دیا جائے گا۔ سائل واپس حضرت ابو موسیٰ کے پاس آیا اور ان کو حضرت ابن مسعود کا موقف بتایا تو حضرت ابو موسیٰ نے کہا "اس قدر علم کا حامل شخص تمہارے درمیان موجود ہو تو مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو[25]"۔

ماں کا حقِ وراثت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے والدہ کے حق وراثت کے حوالے سے فرمایا ہے کہ:

﴿وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾

اور اس کے ماں باپ کے لیے، ان میں سے ہر ایک کے لیے اس کا چھٹا حصہ ہے، جو اس نے چھوڑا، اگر اس کی کوئی اولاد ہو۔ پھر اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے، پھر اگر اس کے (ایک سے زیادہ) بھائی بہن ہوں تو اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے[26]۔

عامر الشعبی سے مروی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیوی اور ماں باپ کے حق وراثت کے بارے میں کہا: بیوی کے لئے کل مال کے چار میں سے چوتھا حصہ اور جو بچے اس کا ایک تہائی ماں کے لئے، اس سے جو بچا وہ باپ کا حصہ ہے[27]۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جس طرف بھی جاتے اور ہم ان کی اتباع کرتے تو اس مسئلہ کو آسان پاتے تھے، انہوں نے بیوی اور ماں باپ کے ترکے میں فیصلہ کیا کہ چار سے مسئلہ ہوگا، چوتھائی بیوی کو، ماں کو ثلث (تہائی) جو بچا اس سے، اور باقی جو بچا دو حصے یہ باپ کے ہوں گے[28]۔

عطاء رحمہ اللہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں نے خاوند کے ساتھ ماں باپ کے مسئلہ میں کہا: خاوند کو نصف اور ماں کے لئے کل مال کا ثلث اور جو بچے وہ باپ کا ہے[29]۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (اس مسئلہ میں) کہا: ماں کے لئے کل مال کا ایک تہائی ہے چاہے بیوی کے ساتھ ماں باپ ہوں یا شوہر کے ساتھ ماں باپ ہوں[30]۔

خواتین کے وراثتی حقوق پر اہلِ علم کے درمیان باقاعدہ فقہی مکاتب قائم ہو گئے جن کی بدولت علمی مباحث وجود میں آئے۔ ہمیں ایسے آثار بھی ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ علم کے مابین عورتوں کے وراثتی حقوق کے بارے میں اگر کوئی اختلاف تھا تو وہ حصوں کی تعیین کے حوالے سے تھا، ان کے مابین اس بات پر کوئی اختلاف نہیں تھا کہ خواتین کو وراثت میں سے حقوق دینے چاہییں یا نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: بیوی اور ماں باپ کے مسئلہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اہلِ قبلہ کی مخالفت کی ہے کیوں کہ انہوں نے ماں کے لئے کل مال کا ایک تہائی حصہ قرار دیا[31]۔

اس حوالے سے ایک واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ملتا ہے۔ ایک عورت فوت ہو گئی۔ اس کا خاوند، اس کی ماں اور اس کا والد ابھی زندہ تھا۔ قاعدہ کی رو سے اس کا حل یہ تھا کہ خاوند 1/2، والدہ 1/3 اور باقی کا مال والد کو بطور عصبہ دیا جاتا۔ اس تقسیم سے والدہ کو والد سے دوگنا ملا ہے۔ والد نے حضرت عمر کی خدمت میں عرض کی کہ ماں جو میری بیوی ہے اسے مجھ سے دوگنا کیسے ملا؟ حالانکہ کسی بھی حالت میں بیوی کو خاوند سے دوگنا نہیں ملتا ہے۔ اس کے برعکس شوہر ہمیشہ اس سے دوگنا لیتا ہے۔ اگر ہم دونوں میاں بیوی ہی میت کے وارث ہوتے تو قرآن کی رو سے ماں کو ایک تہائی اور مجھے دو تہائی ملتا۔ اس لیے مذکورہ تقسیم صحیح نہیں ہوئی ہے۔ مجھے میرا حق ملنا چاہیے۔ حضرت عمر کے کہنے پر حضرت زید بن ثابت نے اس مسئلہ کا حل یہ نکالا کہ پہلے خاوند کو اس کا 1/2، باقی جائیداد میں سے ماں کو ایک تہائی اور اس میں سے باقی بچ جانے والا سارا حصہ والد کو دے دیا۔ اس تقسیم پر والد راضی ہو گیا۔

بہنوں کو وراثت میں حصہ نہ دینا یا معاف کرانا:

قرآن مجید نے لڑکیوں کو حصہ دلانے کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ لڑکیوں کے حصہ کو اصل قرار دے کر اس کے اعتبار سے لڑکوں کا حصہ بتلایا اور بجائے لانثیین مثل حظ الذکر (دو لڑکیوں کو ایک لڑکے کے حصہ کے بقدر) فرمانے کے للذکر مثل حظ الانثیین[32] (لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصہ کے بقدر) کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔

بہنوں کو میراث سے محروم کرنا حرام ہے۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ لڑکیوں کو میراث سے محروم کرنا اور ان کو جو میراث سے حصہ ملتا ہے وہ لڑکوں کا آپس میں تقسیم کر لینا (جیسا کہ اکثر یہی ہوتا ہے) یہ سخت حرام ہے، بہنوں پر ظلم ہے اور قانون خداوندی سے بغاوت

ہے اگر کسی فرد یا جماعت یا پنچائت یا ملک کے احکام اپنے مروجہ قانون کے مطابق لڑکوں ہی میں مرنے والوں کی میراث تقسیم کردیں اور لڑکیوں کو محروم کردیں تو اس طرح سے لڑکوں کیلئے شرعا بہنوں کا حصہ لینا حلال نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے لڑکیوں کے حصہ کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے یعنی لڑکوں کا حصہ علیحدہ سے بتایا ہی نہیں بلکہ لڑکیوں کا حصہ بتاتے ہوئے لڑکوں کا حصہ بتایا ہے۔قرآن میں تو آدھی سطر سے بھی کم میں لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کا حصہ بیان فرمادیا ہے، اب اسی آیت سے لڑکوں کے لیے حصہ ثابت کرنا اور لڑکیوں کو محرورم کرنا تو ایسا ہوا جیسے کوئی زبان قال سے کہے کہ میں قرآن کے لفظِ للذکر کو تو تسلیم کرتا ہوں لیکن مثل حظ الانثیین ماننے سے انکار کرتا ہوں (نعوذ باللہ)۔

بعض لوگ بہنوں کا حصہ یوں کہہ کر دبا لیتے ہیں کہ وہ لیتی ہی نہیں یا انہوں نے معاف کردیا ہے۔اگر واقعی سچے دل سے معاف کردیں تو وہ معاف ہو جاتا ہے لیکن اگر انہوں نے اوپر کے دل سے معاف کردیا تو اس سے معاف نہیں ہوگا۔اگر بہنوں کو بتادے کہ تمہارا اتنا اتنا حصہ ہے، اتنے اتنے ہزار روپے تمہارے حصے میں آرہے ہیں اور باغ میں تمہارا اتنا حصہ ہے اور مکان، جائیداد میں اور زرعی زمین میں اتنا اتنا حصہ ہے، وہ سمجھ لیں کہ ہم اپنے اپنے حصے میں صاحب اختیار ہیں۔ معاف نہ کریں تو ہمارے بھائی ضرور ہمارا حصہ ہم کو دے دیں گے اس کے باوجود معاف کردیں تو یہ معافی معتبر ہوگی اگر انہوں نے یہ سمجھ کر اوپر کے دل سے معاف کردیا کہ ملنا تو ہے ہی نہیں۔ بھائیوں کا دل بھی کیوں برا کیا، اگر شوہر سے مخالفت ہوگئی یا اس کی موت ہوگئی تو ان بھائیوں کے پاس آنا پڑے گا۔اس وقت بھائی برا مانیں گے اور طعنہ دیں گی اس لیے مجبوراً زبانی طور پر معاف ہی کردیں۔ایسی معافی کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ یہ معافی طیب نفس سے اور اندر کی خوشی سے نہیں ہے۔[33]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو لوگ بہنوں کو حصہ نہیں دیتے، اور وہ یہ سمجھ کر بادل ناخواستہ شرما شرمی معاف کر دیتی ہیں کہ ملنے والا تو ہے ہی نہیں تو یوں بھائیوں سے برائی لیں، ایسی معافی شرعاً معافی نہیں ہوتی، ان کا حق بھائیوں کے ذمہ واجب رہتا ہے، یہ میراث دبانے والے سخت گنہگار ہیں، ان میں بعض بچیاں نابالغ بھی ہوتی ہیں، ان کو حصہ نہ دینا دوہرا گناہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات گناہوں سے بچو جو ہلاکت کا باعث ہیں پوچھا گیا کیا کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا" اللہ کے ساتھ شرک، جادو، بے وجہ قتل، سود خوری، یتیم کا مال کھا جانا، جہاد سے پیٹھ موڑنا، بھولی بھالی ناواقف عورتوں پر تہمت لگانا[34]۔"ابن ابی حاتم میں ہے صحابہ نے حضور ﷺ سے معراج کی رات کا واقعہ پوچھا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ نیچے لٹک رہے ہیں اور فرشتے انہیں گھسیٹ کر ان کا منہ خوب کھول دیتے ہیں پھر جہنم کے گرم پتھر ان میں ٹھونس دیتے ہیں جو ان کے پیٹ میں اتر کر پیچھے کے راستے سے نکل جاتے ہیں اور وہ بے طرح چیخ چلا رہے ہیں ہائے ہائے مچا رہے ہیں۔میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ یتیموں کا مال کھا جانے والے ہیں جو اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جہنم میں جائیں گے۔[35]

سورہ نساء کے اول رکوع میں شروع سے آخر تک یہی احکام ہیں، یتامی کے اموال کی نگہداشت رکھنے، ان کے مال کو اپنا مال نہ بنا لینے، ان کے وراثت میں ملے ہوئے اموال سے ان کو حصہ دینے کا حکم فرمایا اور بڑا ہو جانے کے ڈر سے ان کا مال اڑا دینے میں جلدی کرنا، یتیم

لڑکیوں سے نکاح کرکے مہر کم کر دینا، یا ان کے مال پر قبضہ کر لینا وغیرہ ان سب امور کی ممانت فرمائی۔آخر میں فرمایا کہ ناحق یتیم کا مال کھانا پیٹ میں آگ کے انگارے بھرنا ہے،[36] کیونکہ اس کی پاداش میں موت کے بعد اس طرح کے لوگوں کے پیٹوں میں آگ بھری جائے گی، لفظ یاکلون استعمال فرمایا ہے اور یتیم کا مال کھانے پر وعید سنائی گئی ہے، لیکن یتیم کے مال کا ہر استعمال کھانے پینے میں ہو یا برتنے میں، سب حرام اور باعث عتاب وعذاب ہے، کیونکہ محاورے میں کسی کا مال ناحق کھالینا ہر استعمال کو شامل ہوتا ہے۔رشتے داروں کی وراثت کا مال کھانا گناہ کبیرہ ہے۔جو لوگ یتیم کی وراثت کھا رہے ہیں اللہ پاک فرماتا ہے کہ وہ آگ کے انگارے کھارے ہیں۔خاص طور پر بیٹیوں کو اُن کی وراثت کا حصہ نہیں دیا جاتا یہ بہت بڑا ظلم ہے۔یہ گناہ کبیرہ ہے۔وراثت کا مال نہ دینے کا گناہ اُتنا ہی ہے جتنا چوری یا ڈاکہ مار کر مال کھانا ہے۔نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے۔کسی مسلمان کا مال اُس کی مکمل دلی خوشی کے بغیر کھانا حرام ہے۔[37] بہنوں سے وراثت معاف کروالی جاتی ہے۔یہ بہت بڑا ظلم ہے۔مال تھوڑا ہے یا زیادہ وراثت لازمی جاری ہوتی ہے۔جس طرح رشتے داروں پر رحم کھانے کا ثواب بھی زیادہ ہے اِسی طرح رشتے داروں کا مال کھانے کا گناہ بھی بہت زیادہ ہے۔

خواتین کے حق وراثت کے استحصال کے اسباب

مقالہ نگار نے سماجی سطح پر خواتین کے وراثتی حقوق کے استحصال کے اسباب کو تلاش کرنے کے لیے ایک سروے کیا ہے جس میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ پاکستانی معاشرے میں خواتین اپنے وراثتی حق سے خود دست بردار کیوں ہو جاتی ہیں یا ان کو ان کے حقِ وراثت سے محروم کیوں رکھا جاتا ہے۔اس سروے کی روشنی میں معلوم ہوا ہے کہ:

زیادہ تر خواتین حقِ وراثت سے اس لیے محروم رہ جاتی ہیں کہ انہیں اپنے حقوق سے متعلق آگاہی حاصل نہیں ہوتی ہے۔پڑھے لکھے طبقات میں یہ خلا موجود نہیں ہے کیوں کہ وہاں خواتین کو تعلیم دینے کے سبب انہیں اپنے حقوق وفرائض سے آگاہ کر دیا جاتا ہے۔اسی طرح جن خاندانوں میں خواتین کے لیے دینی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے وہاں بھی خواتین اپنے وراثتی حقوق سے آگاہ ہیں۔اس طرح تعلیم کا فقدان عورتوں کے لیے ان کے حقوق کے حوالے سے ایک رکاوٹ ثابت ہوا ہے۔

جن خاندانوں میں جائیداد کے کاغذات اور قانونی دستاویزات خواتین کی پہنچ اور دسترس سے باہر ہوتے ہیں وہاں بھی عورتیں اپنے وراثتی حقوق سے محروم رہ جاتی ہیں۔بعض جگہوں پر خواتین کے شناختی کارڈ تک ان کے گھروں کے مردوں کے قبضے میں ہوتے ہیں۔حکومتِ پاکستان نے خواتین کے لیے ان کے قانونی کاغذات کی دستیابی ممکن بنانے کے لیے اقدامات کیے ہیں لیکن خواتین میں اس بارے میں شعوری بیداری نہیں ہے۔پیدائش سرٹیفکیٹ، شناختی کارڈ، ملکیت کے ثبوت پر مبنی دستاویزات وغیرہ وراثتی حق کے حصول کے لیے کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔

مردوں کا خاندان میں حاکمانہ کردار خواتین کے لیے کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی کے لیے رکاوٹ بن جاتا ہے۔خواتین اپنی بقاکے خوف میں مبتلا پائی گئی ہیں اور ان کی بقا کا مکمل دارومدار اپنے بھائیوں پر ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ اس مجبوری کے باعث بھی اپنے حق وراثت سے دست بردار ہو جاتی ہیں۔بعض مقامات پر بہنوں کا اپنے بھائیوں کے ساتھ جذباتی لگاؤ ہوتا ہے۔لڑکیوں کو بچپن سے ہی

سکھایا جاتا ہے کہ بھائی ان سے برتر ہے اور وہ ان کے تحفظ کے ضامن ہیں۔ ان کی ذہن سازی اسی نہج پر کی جاتی ہے کہ بھائی ہی جائیداد کے اصل وارث ہیں۔ چنانچہ اپنے خاندانی وقار اور رشتوں کی حرمت کا پاس رکھنے کے لیے عموماً خواتین اپنے وراثتی حق سے دست بردار ہو جاتی ہیں۔

پاکستانی معاشرے میں جہیز کا تصور اور اس کی مشق بھی حقوقِ وراثت کی حصولی کے اعتبار سے خواتین کے لیے ایک بند دروازہ ہے۔ بیٹیوں کی ذہن سازی کرتے ہوئے انہیں یہ باور کروایا جاتا ہے کہ والدین اور بھائی ان کے لیے جہیز کا انتظام و انصرام انتہائی مشکل اور کٹھن انداز میں کرتے ہیں اور اس کی تیاری میں ان کی خطیر رقم صرف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ جہیز ان کے حقِ وراثت کا نعم البدل ہے اس لیے انہیں جہیز لینے کے بعد وراثت میں سے اپنا حصہ مانگنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ عورتیں اس تصور کی تاثیر کے تحت اپنے حقِ وراثت سے دست بردار ہو جاتی ہیں۔

حقِ وراثت کے حصول کے لیے عدالتوں سے رجوع کرنے کے اسباب

مذکورہ اسباب کے تحت خواتین اپنے وراثتی حق سے دست بردار ہو تو جاتی ہیں لیکن اس کے باوجود بعض خواتین کی جانب سے عدالتی سطح پر حقِ وراثت کے حوالے سے داد رسی کی درخواست دی جاتی ہے۔ وراثت میں حق طلبی کے حوالے سے عدالت کی طرف رجوع کرنے والی خواتین مندرجہ ذیل مسائل سے دوچار ہوتی ہیں۔

زیادہ تر خواتین جائیداد میں اس وقت حصہ مانگتی ہیں جب وہ معاشی طور پر کسمپرسی کا شکار ہوتی ہیں۔ میانوالی کی ایک خاتون نے بتایا کہ اس کے پاس بچوں کی پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت کے لیے وسائل کا سخت فقدان ہے۔ اس نے کہا کہ "اس سے برا بھلا کیا ہو سکتا ہے کہ میرے بچے روٹی کے نوالے کو دیکھنے کے لیے ترس جائیں اور اس کی اپنی ملکیت پر اس کا بھائی قابض ہو"۔ چنانچہ اس نے عدالت کے ذریعے اپنے بھائی کے قبضے سے اپنا حقِ وراثت چھڑوالیا۔

بعض خواتین پر سسرال کی جانب سے دباؤ ہوتا ہے کہ وہ اپنے میکے سے اپنا وراثت کا حق طلب کریں سروے کے دوران جن خواتین کے انٹرویو کیے گئے ان میں سے ایک خاتون نے بتایا کہ اس کے بھائی کا انتقال ہو جانے کے بعد اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ چنانچہ اس کے خاوند نے دباؤ ڈال کر اس کو مجبور کیا کہ وہ جائیداد میں سے اپنا حصہ طلب کرے۔ خاتون نے اس پر حیل و حجت کرنے کی کوشش کی تو اس کو جذباتی ہراسگی کا نشانہ بناتے ہوئے کہا گیا کہ تمہیں اپنے بھتیجے اور بھتیجیوں کے ساتھ اپنی سگی اولاد سے بڑھ کر لگاؤ ہے۔ اسی ضمن میں ایک دوسری خاتون نے بتایا کہ جب اس کے والد کا انتقال ہوا تو اس کی ساس نے اس پر دباؤ ڈالتے ہوئے اس کو وراثت کا حق لے کر آنے پر مجبور کیا۔ ساس کی بات مان کر اس نے حقِ وراثت طلب کیا تو اس کے بدلے میں اس کو بھائی اور بھاوج کی سخت مخالفت مول لینی پڑی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین جائیداد میں سے اپنا حصہ اس وقت طلب کرتی ہیں جب وہ انتہائی سنگین صورت حال سے دوچار ہوتی ہیں۔

خاتمہ:

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا کہ اسلام سے قبل خواتین کے لیے وراثتی حقوق کا کوئی تصور نہیں تھا۔

شریعت اسلامیہ نے بیوی، بیٹی، بہن، ماں، دادی اور نانی کے حقوق کا خصوصی خیال رکھا ہے اور انہیں قرآن اور حدیث میں بیان کیا ہے۔

پاکستانی معاشرے میں خواتین کو ان کے وراثتی حقوق نہیں دیے جاتے ہیں بلکہ مختلف اقسام کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے انہیں اس حق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ کثیر تعداد میں خواتین اپنے وراثتی حق سے دستبردار ہو جاتی ہیں کیونکہ یا تو انھیں اپنے وراثتی حقوق کے بارے میں علم نہیں ہوتا یا علم ہونے کے ساتھ ساتھ انھیں سماجی رسوم میں باندھ کر مجبور کر دیا جاتا ہے۔

کچھ خواتین بامر مجبوری اپنے وراثتی حقوق کے لیے عدالتوں کا رخ کرتی ہیں لیکن ایسے کیس لڑنے کے لیے انھیں متعدد معاشرتی اور قانونی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خواتین کو ان کے وراثتی حقوق دلوانے کے لیے ان خاندانی سرپرستوں میں شعوری بیداری کی مہم چلانی چاہیے نیز ایسی خواتین اگر عدالتوں کا رخ کریں تو ان کے لیے حقِ وراثت کے حصول کے کیس مفت کھولنے چاہییں اور ان کے کیسوں کا فیصلہ جلد از جلد کرنا چاہیے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] محمد صدیق خان،۔ بین الاقوامی کانفرنس جائنٹ فورم اسلام آباد، صفحہ نمبر 182

[2] اصغر حسین دیوبندی، مفید الوارثین، دہلی، 1349ھ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 19

[3] النساء: 8، 7

[4] ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، دارالسلام، لاہور، حدیث نمبر 289

[5] سنن ابوداؤد، حدیث نمبر 2927

[6] ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمان التمیمی الدارمی، سنن دارمی، انصار السنہ پبلیکیشنز، لاہور، حدیث نمبر: 2901

[7] ابوزہرہ، احکام البرکات والمواریث، مصر، صفحہ نمبر 142، 141

[8] النساء: 12

[9] ڈاکٹر تنزیل الرحمان، مجموعہ قوانین اسلام، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد 1965ء، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 37

[10] سنن دارمی، حدیث نمبر: 2913

[11] سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 2721

[12] سنن دارمی، حدیث نمبر: 2914

[13] سنن دارمی، حدیث نمبر: 2924

[14] سنن ابوداؤد، حدیث نمبر:2887

[15] النساء:176

[16] صحیح بخاری، حدیث نمبر 4577

[17] صحیح بخاری، حدیث نمبر 6736

[18] النساء:11

[19] صحیح بخاری، کتاب الفرائض، بَابُ مِيرَاثِ الوَلَدِ مِنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ

[20] ابن حزم، المحلیٰ، جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 335

[21] نجم الدین جعفر الحلی، شرائع الاسلام، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 183 تا 185

[22] سنن ابوداؤد، حدیث نمبر 2100

[23] سنن دارمی، حدیث نمبر:2967

[24] سنن دارمی، حدیث نمبر:2969

[25] صحیح بخاری، حدیث نمبر 6736

[26] النساء:11

[27] سنن دارمی، حدیث نمبر:2905

[28] سنن دارمی، حدیث نمبر:2906

[29] سنن دارمی، حدیث نمبر:2910

[30] سنن دارمی، حدیث نمبر:2911

[31] سنن دارمی، حدیث نمبر:2912

[32] :القرآن، النساء، 4:11۔

[33] : ابن حِبَّان، محمد، : صحيح ابن حبان، الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الثانية، 1414 – 1993۔ ج:13، ص: 316، حديث:5978۔

[34] : نيسابوري، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الكبائر وأكبرها، ج:1، ص:91، حديث: 87۔

[35] : مستدرک حاکم، کتاب البيوع ، انّ اربى الربا عرض الرجل المسلم ،ج:2، ص:338، حديث: :2307۔

[36] : القرآن، النساء، 4:10۔

[37] : ابن حِبَّان، محمد، : صحيح ابن حبان، الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الثانية، 1414 – 1993۔ ج:13، ص: 316، حديث: 5978